اخبارِ امّت

مصر اور سوڈان: آمنے سامنے

عبد الغفار عزیز

ایتھوپیا کے دار الخلافہ ادیس ابابا میں ۲۶ جون ۹۵ کو تنظیم وحدت افریقہ کے سربراہی اجلاس میں آمد کے موقع پر مصر کے صدر حسنی مبارک پر ناکام قاتلانہ حملہ ہوا۔ اس کے نتیجے میں مصر اور سوڈان کی فوجیں دوبارہ آمنے سامنے آگئی ہیں۔ مصر اور سوڈان کی کشمکش تو قدیم اور تاریخی ہے لیکن سوڈان شریعت اسلامی کے نفاذ کے بعد جس طرح مغرب کی آنکھوں میں کھٹک رہا ہے' اسی طرح مغرب کے تابعدار اور مغرب کی مدد سے اپنے ملکوں کے عوام کی گردنوں پر مسلط ظالم و جابر حکمران بھی اسے نیست و نابود کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ حسنی مبارک حملے کے بعد کانفرنس میں جانے کے بجائے براہ راست ایرپورٹ سے قاہرہ پہنچے اور بغیر تحقیق سوڈان پر اس حملے کا الزام رکھ دیا۔ اسرائیلی وزیراعظم اسحاق رابین کو اس میں فوراً ہی ایران کا ہاتھ نظر آگیا۔ حملے کے چند روز بعد ایتھوپیا کے تحقیقاتی ادارے کی رپورٹ سامنے آئی تو معلوم ہوا کہ موقعے پر ہلاک ہونے اور زخمی ہوکر ہسپتال میں ہلاک ہونے والے پانچوں حملہ آور مصری تھے۔

مسلح جدوجہد پر یقین رکھنے والی مصر کی ایک پارٹی "الجماعة الاسلامية" نے خبر رساں ایجنسی رائٹر کے ذریعے اس واقعے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کہا کہ "ہم اس وقت تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے جب تک ہم مصر کی سرزمین کو جھوٹے خداؤں سے پاک نہیں کر دیتے"۔

ان تحقیقاتی رپورٹوں اور اعترافات کے بعد مصر اور سوڈان کے درمیان تناؤ ختم ہو جانا چاہیے تھا لیکن مصر کو تو بہانے کی تلاش تھی۔ چنانچہ اسی رات ۸ بجے شب اس کی فوجوں نے سرحدی علاقے "حلایب" کی مثلث میں (جس پر مصر نے اپنے ملکیتی دعووں کے پس منظر میں ۱۹۹۲ میں بھی حملہ کیا تھا) "ابو رماد" چوکی پر حملہ کرتے ہوئے ایک پولیس افسر اور ایک سپاہی کو ہلاک اور سات کو شدید

زخمی کر دیا۔ ابو رماد سے آگے بڑھتے ہوئے مصری فوجوں نے دو مزید چوکیوں پر بھی حملے کیا اور وہاں موجود سپاہیوں سے اسلحہ چھین لیا۔ اس اشتعال انگیزی کے باوجود سوڈان نے حلا یب کی پٹی میں اپنی فوجیں جمع نہیں کیں، اور سوڈان میں موجود سلامتی کونسل کے مستقل رکن ممالک کے سفرا سے مصر کو باز رکھنے کی اپیل کی۔ لیکن مصر کے حکمرانوں کی طرف سے یہ دھمکیاں دی جاتی رہیں کہ "ہم چاہیں تو دس دن کے اندر اندر خرطوم کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں"۔ "خرطوم کے لیے تو ہمارے دو چار جنگی جہاز ہی کافی ہیں...." وغیرہ، وغیرہ۔

اس قاتلانہ حملے سے ایک ہفتہ قبل ادیس ابابا میں ایک اور اہم کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس کی صدارت اریٹریا کے صیہونیت نواز عیسائی صدر اسیاس افورقی نے کی تھی اور اس میں جنوبی سوڈان میں علیحدگی کی جنگ کے قائد جون قرنق سمیت وہ تمام سابقہ حکمران پارٹیاں شریک ہوئیں جو اپنے اپنے دور میں جون قرنق کے ساتھ بر سرپیکار رہ چکی ہیں۔ اس کانفرنس میں امریکہ، اسرائیل اور مصر کے سفرا بھی مبصر کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ کانفرنس کے تمام شرکا نے اس مشترکہ پالیسی کا اعلان کیا کہ "سوڈان کی موجودہ حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے ہم ہر ممکنہ جدوجہد کریں گے"۔ اس کانفرنس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ سوڈان کو ایک سے زیادہ محاذوں پر اپنی قوت تقسیم کرنے پر مجبور کیا جائے (کیونکہ سوڈان نے صرف جنوب پر اپنی توجہ مرکوز کر کے علیحدگی پسندوں کا مسئلہ نوے فی صد حل کر لیا ہے) صدر حسنی پر حملے کے فوراً بعد حلا یب میں فوجی کارروائیاں اریٹریا کانفرنس میں طے شدہ ایجنڈے کا حصہ معلوم ہوتی ہیں۔

۳۰ جون کو سوڈانی اسلامی انقلاب کی چھٹی سالگرہ تھی۔ اس موقع پر صدر عمر حسن البشیر نے خرطوم کے وسیع و عریض "میدان سبز" میں ایک عظیم الشان عوامی ریلی سے خطاب کیا۔ اس ریلی میں سوڈانی "عوامی فوج" کے چالیس ہزار مسلح دستوں نے پریڈ کر کے اپنی قوت کا مظاہرہ کیا اور مصر کو خبردار کیا کہ وہ سوڈان کے خلاف اپنے جارحانہ اقدامات ختم کر دے۔

سوڈانی صدر نے اس موقع پر "اسلامی انقلاب نجات" کے چھ سالہ دور پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا: ہم نے ترقی، عدل اور مکمل شریعت کی طرف اپنے قدم آگے بڑھائے ہیں۔ پوری دنیا کی مخالفت، دشمنی اور اسلامی اصلاحات سے باز رکھنے کے دباؤ کے باوجود ہم نے اپنی غذائی اور زرعی پیداوار میں نہ صرف خود کفالت حاصل کی ہے بلکہ ہم اب برآمد کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں (ہماری پیداوار کا تناسبی ریٹ اس وقت ۱۳ فی صد ہے جو کسی بھی ترقی پذیر ملک کے گروتھ ریٹ سے زیادہ ہے) ہم نے صحت اور تعلیم میں خصوصی پیش رفت کی ہے اور پورے سوڈان میں یونی ورسٹیوں کا ایک جال بچھا دیا

ہے۔ پٹرول اور سونا تلاش کرنے کے ضمن میں بہت سا کام مکمل ہو چکا ہے اور ابتدائی اندازے کے مطابق ہم "آریاب" نامی سونے کی کان سے عنقریب سونا نکالنا شروع کر دیں گے اور ہمیں وہاں سے سالانہ تین ٹن سونا دستیاب ہو سکے گا۔ "ہمادب" ڈیم کی تعمیر اور کنانہ 'رھد نامی نئی نہروں کی کھدائی جاری ہے۔ یہ منصوبہ مکمل ہونے پر ہمارا زرعی رقبہ مزید بڑھ جائے گا۔ اس وقت بھی ہم اس رقبے کو اٹھارہ ملین ایکڑ سے بڑھا کر انتالیس ملین ایکڑ تک پہنچا چکے ہیں۔

انھوں نے سوڈانی عوام سے کہا کہ ترقی اور کامیابی کا یہ سفر جاری رکھیں 'مصر یا کسی تیسرے ملک کی دھمکیوں پہ زیادہ کان نہ دھریں۔ ہم ان کے ساتھ اچھے تعلقات کے خواہاں ہیں لیکن اگر کوئی سوڈان کی سلامتی کے لیے خطرہ بنا تو ہم اپنا دفاع کرنا بخوبی جانتے ہیں۔

مصر کے حالات پر نظر رکھنے والوں کو اس پر کوئی تعجب نہیں کہ مصری صدر پر یہ حملہ سراسر مصر کے اپنے حالات کا پیدا کردہ ہے۔ جس ملک میں مصر جیسا ظلم و جبر کا نظام نافذ ہو' جہاں نیک سیرت اور فرشتہ خصلت افراد چھانٹ چھانٹ کر تہ تیغ کیے جا رہے ہیں' وہاں کے صدر کو تو ہر وقت ایسے حملوں کی توقع کرنا ہی چاہیے۔ ان کے پیش رو تو اس مہارت کا اظہار بھی کر چکے ہیں کہ خود حملے کروا کے ' مخالفین کو الزام دے کر' ان کا صفایا کروائیں۔ اب بھی جیسے جیسے تحقیقات آگے بڑھ رہی ہیں یہ شک قوی ہوتا جا رہا ہے کہ مصری صدر پر یہ حملہ محض ایک ڈھونگ تھا ورنہ آخر کیا وجہ تھی کہ حملہ آوروں کی گاڑی سے برآمد ہونے والے اسلحے میں آر۔پی۔جی راکٹ لانچر سمیت بہت سے دوسرے موثر ہتھیار بھی موجود ہوں لیکن وہ ایک بلٹ پروف گاڑی پر صرف ہلکی کلاشنکوف سے حملہ کریں۔ آخر کیا وجہ تھی کہ ایک طرف تو اتنی احتیاط کہ مصری صدر کی بلٹ پروف گاڑی ان کے ساتھ ہی مصر سے آئے لیکن دوسری طرف اتنی بے احتیاطی کہ صدر کے ساتھ آنے والے سارے حفاظتی عملے کو ایک ہی گاڑی میں ٹھونس دیا جائے 'انھیں گاڑی کی پیشگی حفاظت کا کوئی موقع نہ دیا جائے اور وہ اس صورت حال کو قبول کرتے ہوئے اسی حالت میں ساتھ چلتے رہیں حالانکہ معمولی سیکیورٹی رسک کی صورت میں بھی ایسے سفر روک دیے جاتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ادھر حملہ ہوا اور ادھر مصر نے بغیر کسی ادنیٰ ثبوت کے سوڈان پر الزامات کی توپیں کھول دیں۔ اور اسرائیل نے ایران پر تہمت لگا دی۔ لیکن اگر ان تمام سوالات کو نظر انداز کر کے حملے کو حقیقی تسلیم کر لیا جائے تب بھی اس کی اصل وجہ تو خود مصر کے ملکی حالات ہیں' عاقبت نااندیش حکمرانوں نے اپنی پالیسیوں سے پورے مصر کو فقر' بے روزگاری' خوف' بدامنی اور ناانصافی کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔ مصر کو علاقے میں تمام امریکی پالیسیاں نافذ کرنے کا آلہ کار' اسرائیل کا بچہ جمورا اور تمام اسلام پسندوں کا دشمن نمبر ایک بنا دیا ہے۔ میں ذاتی طور

پہ درجنوں ایسے مصری فرشتہ صفت انسانوں کو جانتا ہوں کہ وہ جب مشرق وسطیٰ یا پاکستان سے مصر جاتے ہیں تو داڑھی منڈوا کر جاتے ہیں تاکہ ایر پورٹ پہ تنگ نہ کیا جائے (یہاں تنگ کرنے کا مطلب ایک دو ماہ کے لیے گرفتاری اور تشدد ہے) مختلف اعداد و شمار کے مطابق گذشتہ تھوڑے ہی عرصے میں مصر میں سات سو مصری باشندوں کو ان کی اسلامیت کی وجہ سے جاں بحق کیا جا چکا ہے۔ جب تک یہ صورت حال قائم رہے گی تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق قاتلانہ حملے ہوتے ہی رہیں گے۔ اور اگر کبھی ان حملوں کا انتقام پڑوسی ممالک سے لینے کی کوشش کی گئی تو استعماری طاقتوں کے اشاروں پر کی جانے والی اس حماقت سے پورے علاقے کے لیے لامحدود مشکلات شروع ہو جائیں گی۔

تیونس : رجعت قہقری

مسلم سجاد

ایسے وقت میں جب کہ تحریک اسلامی کو کچلنے کے لیے مصر اور الجزائر میں ظلم و استبداد کے حربے آزمائے جا رہے ہیں، تیونس میں (جو ظلم و استبداد میں پیچھے نہیں، لیکن خبروں کا موضوع نہیں) حکمرانوں کو دور رس نئی تدبیر سوجھی ہے: پرائمری اور سیکنڈری اسکولوں کی تمام کتابوں سے اسلام اور اسلامی تہذیب اور اقدار کا ذکر خارج کر دیا جائے۔ حکمرانوں کے خیال میں نہ رہے گا بانس، نہ بجے گی بانسری۔ اس لیے کہ یہ تحریکیں اسکولوں میں ہی طاقت پکڑتی ہیں، ہم انھیں یہیں ختم کر دیں گے۔ یہ صرف اعلان نہیں، بلکہ محمد شرفی نے 'اپنی وزارت تعلیم کے پانچ سالوں میں صدر بن علی کی مکمل حمایت اور راہ نمائی میں یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ ۱۴۰۰ صفحات پر مشتمل تمام جماعتوں کے نصابیات اور درسی کتب اسی نقطہ نظر سے تیار کر دی ہیں۔ ملنے آنے والے مہمانوں کو وہ بڑے فخر سے یہ دکھاتے ہیں۔ محمد شرفی نے سیکڑوں ماہرین کے ساتھ خود نشستیں کی ہیں تاکہ تیونس کے اسکولوں کی کتابوں کو جہاد اور خواتین سے امتیازی سلوک اور سیاسی اسلام کے تذکرے سے پاک کر دیا جائے۔ وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے کسی ایک کتاب کو بھی نہیں چھوڑا، کسی بھی مسلمان ملک میں ریاست اور مذہب کو علیحدہ کرنے کی یہ جامع ترین مشق تھی۔ یہ اسلام کے خلاف نہیں ہے، بلکہ جمہوریت سے ہم آہنگ جدید اسلام' پیش کرنے کی کوشش ہے۔ (یہ خوب جمہوریت ہے جس میں ہر کام بزور طاقت عوام کی مرضی کے خلاف کیا جائے)

اس عمل کے دوران، مخلوط تعلیم کو پھر سے رائج کر دیا گیا، قرآنی حصص کو کم کر کے فرائڈ اور دوسرے غیر مسلم مفکرین کو سامنے لایا گیا۔ تاریخ اور جغرافیے میں تیونس کے قبل از اسلام دور کو